وفیسر محمد فیروز فاروقی

جغرافیۂ قرآن

اہلِ علم کے غور و فکر کے لیے

قرآنِ کریم کے جغرافیائی مطالعہ کی طرف مسلمان علما نے بہت کم توجہ دی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم علومِ
لامیہ کی کسی بڑی سے بڑی لائبریری میں بھی اس موضوع پر زیادہ مواد تلاش نہیں کر سکتے ۔ قرونِ وسطیٰ
مسلمان جغرافیہ دانوں نے بلاشبہ جدید جغرافیائی تفکّر کی بنیادیں فراہم کر کے ایک عظیم الشّان علمی کاوش
ھانچا فراہم کیا تھا لیکن انھوں نے بھی قرآن پاک کے براہِ راست جغرافیائی مطالعہ کو ایک علیحدہ
آزاد موضوع کے طور پر اپنے سامنے نہیں رکھا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ موضوع اسلامی تاریخ کے سرد
محتاج توجہ رہا ہے ۔ دورِ حاضر میں جدید سائنسی طریقِ فکر اور منہاجِ تحقیق کی روشنی میں قرآن پاک
جغرافیائی مطالعہ کی اہمیت چونکہ بہت زیادہ محسوس کی جانے لگی ہے ، اس لیے ضروری ہے کہ
مان علما ، جغرافیہ دان اور تحقیقاتی ادارے اس طرف بھرپور توجہ کریں ۔ قرآنی علوم کے ایک
ب علم کو اگر ارض القرآن کے کسی تفصیلی اور مکمل معلوماتی نقشے کی ضرورت محسوس ہو یا قرآن کریم میں
اقوام و بلاد کے تاریخی و جغرافیائی کوائف کی ضرورت پیش آتے یا ایسے ہی کسی موضوع پر مواد درکار
و اسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ قرآنیات کے طالب علم یا اس میدان میں تحقیقی کام
نے والے محقق کو تلاشِ بسیار کے باوجود ایسی کوئی کتاب ، ڈکشنری ، اٹلس یا نقشہ نہیں مل سکے گا جو
س کے کام کو آسان بنا سکے یا مطلوبہ معلومات فراہم کر سکے ۔

عالمِ عرب کے مشہور محقق و فاضل عبدالوہاب عزام نے مہد العرب کے دیباچہ میں مسلمان علما
اس عدمِ توجہی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں اس موضوع پر سرے سے کوئی کام نہیں
یا [1] اسی طرح برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم سید سلیمان ندوی مرحوم نے سیرت النبی کے دیباچے میں

---

[1] عبدالوہاب عزام ، مہد العرب ، ص ۷ ، اقرأ سیریز (قاہرہ ، مصر)

عرب کے جغرافیائی حالات درج کرنے کی ضرورت محسوس کی تو اس موضوع کو بہت زیادہ وسیع اور متنوع پایا۔ چنانچہ اس پر ایک مستقل کتاب "تاریخ ارض القرآن" ترتیب دی[۵۲]۔ یہ کتاب موضوع زیر بحث کے تمام تر پہلوؤں پر حاوی نہیں ہے، صرف اقوام قرآن کی جغرافیائی تاریخ پر مشتمل ہے۔ اس کے دیباچے میں مؤلف موصوف لکھتے ہیں:

"لکھنؤ میں دفتر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جب میں اسسٹنٹ تھا تو اس موضوع کا خیال آیا۔ بلکہ اصل میں سیرت النبی کے دیباچہ ہی کے طور پر اس کے لکھنے کی تحریک ہوئی لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا، میدان زیادہ وسیع نظر آیا تاآنکہ یہ بالکل مستقل ایک شے بن گئی۔"[۵۳]

"قرآن مجید میں عرب کی بیسیوں قوموں، شہروں اور مقامات کے نام ہیں جن کی ہر قسم کی صحیح تاریخ سے نہ صرف عوام بلکہ علما تک ناواقف ہیں اور نہایت عجیب بات ہے کہ تیرہ سو برس میں ایک کتاب بھی مخصوص اس فن میں نہیں لکھی گئی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف خود مسلمانوں کو ان حالات سے ناواقفیت رہی اور دوسری طرف غیروں کو انھیں افسانہ کہنے کی جرأت ہوئی۔ تورات میں ہزاروں اشخاص، اقوام و بلاد اور مقامات کے نام ہیں جو تطاول زمانہ اور تغیر السنہ کی بنا پر مجہول اور ناپدید ہوگئے ہیں۔ لیکن علمائے نصاریٰ کی ہمت سزاوار آفرین ہے کہ وہ ارض تورات اور انسائیکلو پیڈیا آف بائبل کے ذریعہ سے تین ہزار سال کے مُردہ نام اپنی مسیحیت سے زندہ کر رہے ہیں[۵۴]۔"

"عہد قدیم کے مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ اعتقادیات تھا لیکن اس عصر جدید میں جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہیں، انھوں نے یہاں سے ہٹ کر تاریخ کے تمدن کے میدان میں مورچے قائم کیے ہیں۔ ضرورت ہے کہ جس طرح ایرانی و یہودی مؤرخین کے مقابلہ میں ابو حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ھ، ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ اور ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ نے اسلام اور قرآن کی

---

۵۲ سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ص ۶، ۷۔ (اعظم گڑھ - ۱۹۱۵)
۵۳ ایضاً
۵۴ ایضاً، ص ۳

تحقیق و تطبیق میں کوشش کی اس زمانہ میں جدید یورپین تاریخ کی اسلام اور قرآن سے تطبیق دی جائے اور خود انھی کارخانوں کے بنے ہوئے ہتھیاروں سے ان کے حملوں کا جواب دیا جائے[۵۵]"

'تاریخ ارض القرآن' کے مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو جاتا ہے کہ علامہ ندوی مرحوم نے اس موضوع پر کام کا آغاز ایک طے شدہ پروگرام کے تحت شروع نہیں کیا تھا بلکہ سیرت النبی کے موضوع پر کام کے دوران انھوں نے اس کی ضرورت محسوس کی اور بعد ازاں اسی احساس نے 'تاریخ ارض القرآن' پر کام کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ انھوں نے کافی محنت اور تحقیق کے بعد یہ کتاب مرتب کی ہے اور اپنے موضوع پر یہ واقعی ایک قابلِ قدر کتاب ہے لیکن اس کا موضوع قرآن کریم کا جغرافیائی مطالعہ نہیں بلکہ ارض القرآن کی تاریخ ہے۔ دوسرے یہ کہ علامہ ندوی مرحوم کا موضوع علم جغرافیہ نہیں تھا، اس لیے اس کتاب میں تاریخی مواد کی جغرافیائی تشریح کے لیے فنی صحت اور موضوعاتی باریک بینی کا معیار قائم نہیں رکھا جا سکا۔ کتاب میں بہت کم نقشے یا خاکے دیے گئے ہیں۔

سید سلیمان ندوی مرحوم کے ایک شاگرد سید مظفر الدین ندوی پروفیسر اسلامیہ کالج کلکتہ نے بھی اپنے استاذ کے طرز پر انگریزی میں قرآن کریم کی جغرافیائی تاریخ لکھی[۵۶] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تاریخ ارض القرآن کا انگریزی ایڈیشن ہے۔ انھوں نے اپنے استاذ کے طریق کار اور انداز بیان کے مطابق ارض القرآن کی تاریخ بیان کی ہے اور دیباچہ میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ مسلمان علما نے اس موضوع کو کبھی، کسی دور میں بھی لائق التفات نہیں سمجھا اور اس پر ہماری لائبریریوں میں کوئی مواد موجود نہیں۔

انجمن ترقی اردو نے مفتی انتظام اللہ شہابی کا ایک مختصر رسالہ 'جغرافیہ قرآن' شائع کیا ہے[۵۷]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ناشرین نے اس موضوع کو غیر ضروری خیال کرتے ہوئے عجلت کے ساتھ صرف

---

۵۵ سید سلیمان ندوی، تاریخ ارض القرآن، ص ۵ (اعظم گڑھ - ۱۹۱۵)

۵۶ کلکتہ، ۱۹۳۶

۵۷ مفتی انتظام اللہ شہابی "جغرافیۂ قرآن" انجمن ترقی اردو ۱۹۶۰

خانہ پُری کی غرض سے شائع کر دیا ہے۔ مصنف نے صرف چند ایک آیات اور موضوعات کو لیا ہے اور مختصر انداز میں معلومات درج کر دی ہیں۔ زیرِ بحث موضوع سے متعلق مواد کی جغرافیائی تشریح و تعبیر کا پہلو اس قدر تشنہ ہے کہ اسے جغرافیائی مطالعہ قرار دینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ نقشے اس غیر محتاط طریقے سے بنائے گئے ہیں کہ ان کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے۔

بعض دیگر علما نے بھی ضمنی طور پر اس موضوع پر کچھ کام کیا ہے۔ ان میں مولانا ابوالکلام آزاد[۵۸] مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی[۵۹] اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی[۶۰] بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا آزاد نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن میں بعض مقامات پر جغرافیائی تفحص و تدقیق کی خوب خوب دادِ تحقیق دی ہے۔ ذوالقرنین، اصحابِ کہف اور کئی ایک ایسے موضوعات پر تفصیل سے لکھا ہے۔ مولانا سیوہاروی کا موضوع انبیائے کرام کی تاریخ اور اقوامِ قرآن کی سرگزشت ہے اور اس کے ضمن میں انھوں نے بعض جغرافیائی معلومات بھی درج کر دی ہیں۔ مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن میں بھی کچھ مواد موجود ہے۔ مولانا کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کے مطالعہ کے لیے جغرافیائی معلومات کو ایک بنیادی ضرورت خیال کرتے ہوئے یہ مواد درج کیا ہے۔ متعلقہ مقامات پر بہت سے مفید نقشے بھی دیے ہیں جنھیں کافی حد تک صحت اور درستی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ مولانا مودودی کی کوشش اس لحاظ سے واقعی قابلِ ستائش ہے کہ انھوں نے قرآن کریم کی صحیح تفہیم کے لیے ارض القرآن کے جغرافیائی مطالعہ کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کیا اور اس مقصد کے لیے دو بار ارض القرآن کا سفر اختیار کیا۔ مولانا مودودی کے ایک رفیقِ کار محمد عاصم الحداد نے اس سفر کی پوری روداد سفرنامہ ارض القرآن میں بیان کی ہے[۶۱]۔ سفرنامہ

---

۵۸ مولانا ابوالکلام آزاد، ترجمان القرآن — مکتبہ مصطفائی — لاہور

۵۹ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی — قصص القرآن — دہلی ۱۹۵۸۔

۶۰ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی — تفہیم القرآن — ادارہ ترجمان القرآن — لاہور

۶۱ محمد عاصم الحداد، سفرنامہ ارض القرآن، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ — لاہور — ۱۹۷۰۔

کے مرتب لکھتے ہیں :

"مولانا نے اپنے ذہن میں سرزمینِ عرب کے سفر کا وسیع نقشہ بنایا اور طے کیا کہ نہ صرف حرمین کی زیارت کی جائے بلکہ نجد، حجاز، شرق اُردن، فلسطین، شام اور مصر کے بھی اُن آثار و تاریخی مقامات کو دیکھا جائے جن کا ذکر قرآن مجید اور سیرتِ پاک کی کتابوں میں آیا ہے"[12]

یہ ہے موضوعِ زیرِ بحث پر مسلمان علما کی تحقیق و جستجو، محنت و کاوش اور موجود مواد کا ایک جائزہ۔ آئندہ صفحات میں انجیل و توراۃ کے جغرافیائی مطالعہ کے میدان میں عیسائی اور یہودی علماء و فضلا کی کاوشوں کا جائزہ مختصراً پیش کیا جا رہا ہے۔ اس تقابلی مطالعہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ یہ صورتِ حال کسی درجے میں بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ سید سلیمان ندوی نے تقریباً ساٹھ سال اور سید مظفرالدین ندوی نے چالیس سال قبل جس تشویش کا اظہار کیا تھا وہ آج بھی علیٰ حالہ موجود ہے بلکہ اس میں روز افزوں اضافہ اور شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ کیونکہ دورِ جدید کے علمی و فکری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرنے اور انھیں پورا کرنے اور قرآنیات کے طالب علموں کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے کے لیے مطلوبہ تحقیقی معیار قائم کرنا ہماری اوّلین ذمہ داری ہے۔

ہم اس پر بہت خوش ہیں کہ ہمارے مفسّرین نے قرآنِ کریم کی بے شمار تفسیریں لکھی ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ، حروف اور اعراب و نقاط تک کو شمار کیا ہے۔ ایک ایک آیت کی تشریح و تفسیر میں مستقل کتابیں لکھی ہیں اور بہت سے کلامی مباحث پیدا کیے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے براہِ راست مطالعہ اور اس کے اسرار و رموز کی سائنسی تشریح و تعبیر کے لیے کیا کچھ کیا ہے۔ قرآن کریم کے براہِ راست مطالعہ کی طرف ہماری عدم توجہی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے ہندوستان پر سات سو برس تک حکومت کی لیکن یہاں کی سات مقامی زبانوں میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ نہ کر سکے۔ قرآن کریم میں سائنسی غور و فکر اور تدبّر کو بھی ہدف اعتنا نہ ٹھہرایا۔ تصوف، باطنیت اور طریقت نے ہماری توجہ قرآن کریم

---

[12] محمد عاصم الحداد، سفرنامہ ارض القرآن، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۰، ص ۲۱۔

میں غور و فکر اور تدبّر و فکر سے ہٹا کر رہبانیت اور ترکِ دنیا کے فلسفہ کی طرف مبذول کر دی اور بعض صوفیا نے قرآن کریم کی ایسی تشریح کی جسے آج کی علمی ترقی کے دَور میں مزاحیہ ادب کے زمرہ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ایک مثال کے ذریعے اس امر کی وضاحت کافی ہوگی۔ قرآن کریم کی سورۃ الکہف میں اصحابِ کہف (غار والوں) کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ عقیدۂ توحید میں حکومتِ وقت سے مخالفت کے سبب چند موحد نوجوانوں نے وطن چھوڑ کر ایک غار میں پناہ لی۔ قرآنِ پاک نے اس واقعہ کو مختصراً بیان کیا ہے اور اس میں ہمارے لیے چند اسباق پیش کیے ہیں۔ اس پورے واقعہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو خرقِ عادت کے زمرہ میں آتی ہو یا مافوق الفطرت ہو۔ لیکن بعض اہلِ تصوّف نے اس واقعہ کو بھی باطنی انداز میں بیان کیا ہے۔

مسلمان علما نے قرآن کریم کے جغرافیائی مطالعہ کی جو کاوشیں کی ہیں ان کے ذکر کے بعد تصویر کے دوسرے رُخ کی طرف آیئے۔ انجیل و تورات کے بارے میں ہمارا ایمان یہ ہے کہ یہ تحریف شدہ ہیں۔ ان میں اصلیت بہت کم ہے۔ یہ کتابیں ایک خاص زمانہ اور وقت کے لیے تھیں، اب ان کی اطاعت کی بجائے قرآن کریم کی اطاعت لازمی ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ نے انہی تحریف شدہ کتابوں کو اپنے علم و فن کے زور سے زندہ کیا ہے۔ اور ہم نے اپنی سچی، غیر محرف و مبدّل اور زندۂ جاوید کتاب کے اس پہلو کو تشنۂ تکمیل چھوڑ دیا ہے۔ یہودی اور عیسائی علما نے انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ پر جو کام کیا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے کافی مواد موجود ہے۔ تقابلی مطالعہ کی غرض سے مختصر جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

یہودی علما، جغرافیہ دانوں، ماہرینِ آبادیات و شماریات اور سائنس دانوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہودی مذہب اور تورات کے جغرافیائی پہلوؤں پر مفید معلومات اور مواد جمع کر کے یہودی دائرۃ المعارف مرتب کیا ہے[۱۳]۔ سی۔ ٹی۔ کیلے، نے انجیل کا ایک مبسوط دائرۃ المعارف تیار

---

۱۳ The jewish Encyclopedia (New york-London) 1910.

کیا ہے[14] جون ایڈی، نے بھی انجیل کا ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا ہے[15] ڈبلیو۔ ایل۔ الیگزنڈر ایڈن برگ اور سی۔ بلیک، نے بھی انجیلی ادب کا ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا ہے[16] ڈاکٹر ولیم اسمتھ نے بائیبل کی ایک ڈکشنری تیار کی ہے جس میں بائیوگرافی اور جیوگرافی کے مستقل عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔[17] سی، اے، اسمتھ نے ارضِ مقدس کے تاریخی جغرافیہ کی اٹلس تیار کی ہے جس میں ارض مقدس کی تاریخ کو زمان و مکان کے حوالے کے ساتھ نقشوں اور خاکوں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے[18] ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی یونین تھیالوجیکل سیمینری کے پروفیسر ٹرین نے بائبل کی گولڈن اٹلس[19] اور سی ایف فیفر نے بیکرز بائیبل اٹلس تیار کی ہے[20] لنڈن کی جارج فلپس اینڈ سنز کمپنی نے فلپس سکرپچر اٹلس شائع کی ہے جس میں سولہ رنگین پلیٹوں کے ایک سلسلہ میں عہد نامہ قدیم و جدید کی کتابوں کی جغرافیائی تشریح کے لیے تین سو سے زائد نقشے اور خاکے شامل کیے گئے ہیں۔ مزید برآں انجیل و تورات میں مذکور قدیم جغرافیائی ناموں اور ان کی جدید شناخت کے لیے ایک مبسوط اشاریہ بھی دیا گیا ہے[21] آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لنڈن نے آکسفورڈ بائیبل اٹلس شائع کی ہے۔ جے۔ جی۔ کے ہربرٹ اور آر ڈبلیو ہملٹن اور جی این ایس ہنٹ نے مدون کیا ہے[22] جی۔ ای۔ رائٹ اور ایف۔ یو۔ فلیسن نے

---

[14] Kelley Cheyne Thomas, Encyclopedia, Biblica, London 1899.

[15] Eadie John (1810-1876) Biblical Encyclopedia, London, 1813.

[16] Encyclopedia of Biblical Literature. London 1866.

[17] Smith, william, Dictionary of the Bible.

[18] Smith, C. A., A Atlas of Historical Geography the Holy land, London, 1915.

[19] Terrien Jan uel, The golden Bible Atlas, golden press new-york, 196.

[20] Pfeiffer, Charles, F, Baker's Bible Atlas London, 1905.

[21] Philips Scripture Atlas, George Philips and sons London

[22] Oxford Bible Atlas, oxford university press, London, 1962

ویسٹ منسٹر اٹلس برائے بائیبل تیار کی ہے۔[۲۳] جوزف۔ پی فری نے بائیبل کی تاریخ اور متعلقہ آثار قدیمہ پر قابلِ قدر تحقیقی کام کیا ہے۔[۲۴] ریڈرز ڈائجسٹ ایسوسی ایشن کی شائع کردہ "گریٹ ورلڈ اٹلس" میں بھی ارض بائیبل کے چند مفید نقشے شامل ہیں[۲۵] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں فلسطین کے آثارِ قدیمہ سے متعلق مقامات اور علاقوں کی نشاندہی اور ان کی قدرتی خطوں کے لحاظ سے تقسیم کے لیے نقشے موجود ہیں[۲۶] ایڈورڈ رابنسن ۱۸۳۸ء میں ارض بائیبل پر تحقیقی کام شروع کیا۔ بعدازاں ۱۸۶۵ء میں فلسطین کے وسیع جغرافیائی وارضیاتی مطالعہ کے لیے ایک فنڈ (Palestine Exploration Fund) قائم کیا گیا۔ جس کے تحت بہت سے علما اور ماہرین نے کام کیا۔ ان تحقیقات کی روشنی میں برطانوی فوج کی رائل انجنیئر کے افسروں نے ایک مفصل نقشہ تیار کیا۔ پادری یوحنا جان نے جغرافیہ بائیبل پر اُردو زبان میں ایک مختصر کتاب لکھی ہے[۲۷] اور پادری کے۔ ایل ناصر نے بائیبل اٹلس تیار کی ہے[۲۸] غرضیکہ عیسائی اور یہودی علما نے انجیل و تورات کے ہر پہلو اور ہر موضوع پر جغرافیائی تحقیق کا کام کیا ہے اور اسے مغربی ممالک میں یونیورسٹی کی سطح پر باقاعدہ ایک الگ آزاد شعبہ کی حیثیت حاصل ہے جسے سکریچر جیوگرافی (جغرافیہ صحائف) کہا جاتا ہے یورپی و امریکی ممالک کے نظامِ تعلیم میں انجیل و تورات کے جغرافیائی مطالعہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسکول کے بچوں تک کے لیے اس کا الگ نصاب تیار کیا گیا ہے ا

---

۲۳ Right, G.E, and F.U. Filson: Westminster Atlas to Bible, London.

۲۴ Free, Joseph, P. Archaeology and the Bible History, London.

۲۵ The Readers' Digest Association, The Great World Atlas, 1961

۲۶ Encyclopedia Britannica, William Benton, 1961, Vol 17. Pages 155,161,162.

۲۷ Yuhanna, John, Bible Geography (Urdu) Punjab Religious Book Society, Lahore 1964.

۲۸ ناصر، کے ایل پادری (پرنسپل تھیو لاجیکل سیمنری گوجرانوالہ) بائیبل اٹلس و تاریخ بائیبل۔ طبع ثانی ۱۹۶۳

اس کے لیے الگ اٹلس تیار کی گئی ہیں مثلاً ہیوگز اور برتھولومیو کی" اسکول اٹلس برائے طبعی، قدیم و جدید اور الہامی جغرافیہ "[۲۹]

مندرجہ بالا تقابلی جائزہ سے یہی نتیجہ ہمارے سامنے آتا ہے کہ مسلمان علما نے قرآن کریم کے جغرافیائی مطالعہ کے لیے اتنی کوشش ہی نہیں کی جتنی تورات اور انجیل کے سلسلے میں عیسائیوں نے کی ہے۔ ہماری اس بے توجہی کی وجہ سے غیر مسلم علما کو یہ جرأت ہوئی کہ قرآن کریم کے مسلمات اور تاریخی و جغرافیائی بیانات کو زیادہ سے زیادہ افسانوی رنگ دیں۔ چنانچہ ریورنڈ فارسٹر نے "عرب کا تاریخی جغرافیہ" میں جا بجا غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے[۳۰] مشہور و معروف مستشرق نولایکی نے عمالقہ اور عاد کے جغرافیائی و تاریخی حالات پر لکھتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان ناموں کی کوئی قومیں نہیں گزریں۔ بلکہ یہ محض تاریخی افسانے ہیں جنھیں قران کریم نے داستان سرائی کی غرض سے بیان کیا ہے[۳۱] اے، ولکن اور روبرلٹس اسمتھ نے بھی ایسا ہی متعصبانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ روس کے ایک عالم اور دانش ور اغناطی الیانووچ کراتشکوفسکی نے عربوں کے جغرافیائی افکار و نظریات پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے[۳۲] اس میں مصنف نے قرآن کریم کے سائنسی محرکات اور اشارات کو اس غلط تشریح و تعبیر کے ساتھ پیش کیا ہے کہ یہ دراصل یونانیوں اور رومیوں کے نظریات تھے۔ قرآن نے کوئی نئی چیز بیان نہیں کی بلکہ انہی کو اپنے رنگ میں بیان کر دیا ہے۔ نیز

---

[۲۹] Hughes and Bartholomew, School Atlas of Physical and Modern and Ancient and Scripture Geography 1866.

[۳۰] Forester, Historical Geography of Arabia, 1836.

[۳۱] بحوالہ تاریخ ارض القرآن، جلد اول، ص ۵۔

[۳۲] Karach Kouski, Ignati Julianovich, Arabskoi-Geografchoskoi Literatury, Moscow – Leningrad 1957.

یہ کہ قرونِ وسطیٰ کے مسلمان جغرافیہ دانوں نے جن جغرافیائی افکار و نظریات کو پیش کیا ان کی تحریک انھی یونانی و رومی افکار سے حاصل کی گئی تھی اور قرآنی فکر اس قابل نہ تھا کہ اپنے ماننے والوں میں کوئی خالص علمی اور فکری تحریک پیدا کر سکتا[۳۳]

ان حالات کے پیش نظر جغرافیہ قرآن کے موضوع سے متعلق تحقیق اور مواد جمع کرنا ہمارے لیے نہایت ضروری ہے۔ ملک کے اہلِ علم اور تحقیقی اداروں کو اس طرف عنانِ توجہ مبذول کرنی چاہیے۔ کام کا آغاز کرنے کی غرض سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے جغرافیائی مطالعہ کے اساسی اور بنیادی مباحث پر مختصر روشنی ڈالی جائے اور ایک خاکہ تیار کر لیا جائے جس کی طرف تحقیقی کاوشوں کو مرکوز کیا جا سکے۔

قرآنِ کریم کے جغرافیائی مطالعہ سے مراد قرآنِ کریم کے جغرافیائی اور سائنسی اشارات اور محرکات کی روشنی میں قرآنی دعوات انقلاب کے نشوونما، تاریخی پھیلاؤ، حرکیاتی کردار اور عملی مزاج کو زمان و مکان (Time and space) کے حوالے کے ساتھ ایک ایسے انداز میں پیش کرنا ہے کہ ماحول اور ماحولیاتی عناصر و عوامل کے ساتھ ان کا ایک زندہ ربط قائم کیا جا سکے بالفاظ دیگر قرآنی تاریخ اور اس کے جغرافیائی پس منظر کو زمین پر منطبق کیا جا سکے[۳۴] اس مطالعہ کا براہِ راست تعلق قرآنی تاریخ سے متعلق مقامات کے جغرافیائی تعین، ماحولیات کے تجزیہ، اس کی جغرافیائی تشریح و تعبیر اور اس پر جغرافیائی عوامل کی اثر اندازی کے بیان کے ساتھ ہے۔ اس مطالعہ کا نفس موضوع ہے انسان اور اس کا طبعی و غیر طبعی ماحول[۳۵]۔

اس مطالعہ کا مقصد تفہیم قرآن کے لیے نقشوں، خاکوں، شماریاتی گوشواروں اور جداول کے

---

[۳۳] ibid - vol II

[۳۴] [illegible] اسلامی تحقیق — جدید تقاضے اور منصوبہ بندی، فکر و نظر، جون ۱۹۷۶ء

[۳۵] [illegible] قرآن پاک کا جغرافیائی مطالعہ — فکر و نظر — اگست ۱۹۷۴ء

[illegible] تحقیقی مقالہ برائے ایم-اے علوم اسلامیہ ۱۹۷۴ء، جامعہ پنجاب لا

ذریعے زیادہ سے زیادہ مواد مہیا کرنا ہے۔ تاکہ قرآن پاک کی ایک مکمل و مربوط واقعاتی تعبیر اور زندہ تشریح پیش کی جا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم سائنسی وجغرافیائی اشارات و محرکات سے مملو ہے۔ لیکن افسوس ہے ہم نے اس پر کما حقہٗ غور نہیں کیا۔ یہ ہماری علمی کوتاہی ہے۔

بعض سادہ لوح مسلمان مؤرخین بھی ذہنی انتشار کے سبب یہ کہہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں نے اوّلین مراحل میں سائنسی طرزِ فکر اور منہاجِ تحقیق کو اہل بابل و یونان کے باقیات سے مستعار لیا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں میں جب قرآن کریم کے مطالعہ سے جستجو اور تحقیق کا مادہ پیدا ہو گیا تو انھوں نے اپنے پیش روؤں کے کام کو اپنے سامنے تقابلی مطالعہ کی غرض سے رکھا۔ قرآن کریم کی رُو سے چونکہ ایک محقق کو غیر جانبدار قرار دیا گیا تھا اس لیے مسلمانوں نے کوئی تعصب روا نہ رکھا۔ قرآنِ کریم نے ہر مسلمان کے لیے مظاہر فطرت میں غور و فکر اور تحقیق و جستجو کو لازمی قرار دیا۔ اور مسلمانوں نے اس فریضہ کو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی طرح کا فریضہ سمجھ کر پورا کیا۔ مزید برآں اس کتابِ مقدس نے سائنسی تفکّر کے اساسیات و منہاجیات کو بھی بیان کیا اور مشاہداتی طرزِ مطالعہ کی طرف رہنمائی کی۔ زمین، میدان، سطح مرتفع، پہاڑ، دریا، چشمے، چٹانیں، زلزلے، آتش فشاں پہاڑ، پانی، بارش، بادل، سمندر، ہوا، حیوانات، انسان، غرضیکہ کوئی ایسا جغرافیائی و سائنسی موضوع نہیں جسے قرآنِ کریم نے بیان نہیں کیا۔ راقم الحروف کا مقصد یہ نہیں کہ قرآن کریم میں ان موضوعات کی تفصیل و تشریح موجود ہے۔ بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ قرآن پاک نے اجمالی انداز میں مطالعۂ کائنات کی دعوت دینے کے بعد ان اجزا کا ذکر بھی کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ طبعی و غیر طبعی تخلیقی عمل کے مدارج و مراحل یعنی عملِ ارتقا پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

بہرحال قرآنِ کریم ایسے سائنسی محرکات و اشارات سے بھرا پڑا ہے جنھوں نے قرونِ وسطیٰ کے مسلمانوں میں ایک صحیح السمت اور بامقصد سائنسی تحریک پیدا کی۔ اہلِ علم کے سامنے ایک خالص سائنسی اور مشاہداتی طریق پیش کیا اور انسانی فکر کی جلا اور نشوونما کے ایسے درخشندہ راستے متعین کیے جن پر چل کر مسلمانوں نے نہ صرف قبل از قرآن کے سائنسی تفکّر کا تنقیدی جائزہ لیا بلکہ اس کی

اصلاح کی۔ اور آئندہ کے لیے ایک جاندار، مثبت، ہمہ گیر اور مفید سائنسی فکر کے اساسیات فراہم کر دیے۔ ہمیں اس بیان کے ناقابلِ تردید ثبوت مسلمانوں کی ان خدمات سے ملتے ہیں جو انھوں نے مختلف علوم و فنون کے میدان میں انجام دیں اور جن کی افادیت و اثر انگیزی کے متعصب مغربی دانشور اور تاریخ دان حضرات بھی معترف ہیں۔ اس مضمون کا دامن اتنا وسیع نہیں ہے کہ خاص طور پر، موضوع کی مناسبت سے علم جغرافیہ میں مسلمانوں کی خدمات پر بحث کی جا سکے۔ اختصار کے مدِنظر اتنا عرض کر دینا کافی ہوگا کہ علم جغرافیہ کے میدان میں مسلمانوں نے جو نظریات پیش کیے اور تحقیق و تفحص کی، اسی کی بنیاد پر دورِ جدید کے جغرافیائی افکار و نظریات کی عمارت قائم کی گئی ہے۔

بہرکیف میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں قرآنِ پاک کے جغرافیائی مطالعے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ ورنہ ہم علمی تحقیق و ریسرچ کی دوڑ میں مزید پیچھے رہ جائیں گے۔ ذیل میں اس مطالعہ کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آغازِ کار کی غرض سے خشتِ اوّل کا کام دے سکے۔

آج جب کہ اسلامی تحقیقات کے اداروں میں موضوعات کے لیے ترجیحات قائم کرنے اور تمام تر توجہ کو تقسیمِ کار کے اصول کے تحت ان ترجیحات پر مرکوز کر دینے کا رجحان زور پکڑ رہا ہے تو لازمی ہے کہ ان ترجیحات میں اس موضوع کو مناسب و موزوں مقام دیا جائے۔

قرآنِ کریم کے جغرافیائی مطالعہ کو مندرجہ ذیل حصوں یا شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(ا) کائنات کے سائنسی و جغرافیائی مطالعہ کے لیے قرآن کریم کے محرکات، اس حصہ کو نظریاتی اور طبعی جغرافیہ کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(ب) انبیائے قرآن اور اقوام و ملل سابقہ کی تاریخی سرگزشت، جس میں گزشتہ قوموں کے تاریخی حالات و کوائف کا جغرافیائی پس منظر، ماحولیات کی جغرافیائی تعبیر و تشریح، مقامات کا محلِ وقوع اور تاریخی تغیر و تبدل کا مطالعہ شامل ہے۔ اس حصے کو تاریخی جغرافیۂ قرآن کا نام دیا جا سکتا ہے۔

(ج) ترقیاتی اور اقتصادی جغرافیہ۔ اس حصے میں قرآن کریم کی وہ تعلیمات شامل ہیں جن میں کائنات کے اقتصادی ذرائع و وسائل، انسان کے لیے ان کی افادیت اور ان سے استفادہ کرنے کے

طریقوں سے بحث کی گئی ہے۔

(د) جغرافیۂ نزولِ قرآن: نزولِ وحی کا تعلق جن جن علاقوں اور مقامات سے ہے ان کے جغرافیائی پس منظر اور تاریخی کوائف سے واقفیت حاصل کرنا، جغرافیۂ نزولِ قرآن کے موضوع میں شامل ہے۔

اس اسکیم پر عمل درآمد کے لیے مندرجہ ذیل اٹلسیں (Atlases) اور کتابیں تیار کرنا ہوں گی۔

(ا) قرآنِ کریم کے جغرافیائی افکار و نظریات۔

(ب) جغرافیۂ قرآن۔ (مشتمل بر تاریخی، ترقیاتی و اقتصادی جغرافیہ)

(ج) جغرافیۂ نزولِ قرآن۔

(د) قرآنی اٹلس

(ر) اٹلس انبیائے قرآن

(س) اٹلس نزولِ قرآن

(ش) اٹلس سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(ص) اٹلس تاریخ اسلامی

(ض) اٹلس تہذیب و تمدن اسلامی

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، یہ کام افراد کے کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے تعلیمی شعبوں اور اسلامی تحقیقات کے دیگر اداروں کو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ پاکستان میں کئی ادارے موجود ہیں، انھیں یہ کام کرنا چاہیے۔